فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

"تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے" (ترجمہ شیخ الہند)

فتاویٰ یسئلونک

دارُالافتاءِ والارشاد

الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ

شمارہ 82 | جمعۃ المبارک 07 صفر المظفر 1442ھ 25 ستمبر 2020ء

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- **بالمشافہ:** سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہ جمع کروائیں۔
- **بذریعہ ویب سائٹ:** www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- **بذریعہ برقی مراسلہ:** ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- **بذریعہ واٹس ایپ:** 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

نوٹ: جوابات/فتاویٰ سوالات موصول ہونے کی ترتیب سے ارسال کیے جاتے ہیں۔

دارالافتاء والارشاد، الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ، فقہ اکیڈمی C-335 بلاک 1، گلستان جوہر، کراچی

سوال: حدیث میں مسجد الحرام میں نماز پڑھنے کی فضیلت ایک لاکھ بیان ہوئی ہے۔ یہ فضیلت مسجد الحرام کے ساتھ خاص ہے یا حرم میں کہیں بھی نماز پڑھنے سے یہ فضیلت حاصل ہوجائے گی۔ رہنمائی فرمائیں۔

جواب: حدیث شریف میں ہے: عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ، إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ». (مسند احمد، مسند جابر بن عبد الله رضی الله عنه)

ترجمہ: ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مسجد حرام کے علاوہ باقی تمام مساجد کی نسبت میری مسجد میں ایک نماز کا ثواب ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے اور مسجد حرام میں نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے“۔

ائمہ احناف، مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک نمازوں کی یہ فضیلت صرف مسجد حرام کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ حدودِ حرم میں کسی بھی جگہ نماز پڑھنے سے یہ فضیلت حاصل ہوجائے گی۔ البتہ مسجد الحرام میں حاضری دینے میں جماعت کی فضیلت کے علاوہ بیت اللہ کو دیکھنے کی فضیلت اور طواف کی توفیق ہوجائے تو یہ اضافی ثواب حاصل کرنے کے باعث ہیں۔

ذهب الحنفية في المشهور والمالكية والشافعية إلى أن المضاعفة تعم جميع حرم مكة، فقد ورد من حديث عطاء بن أبي رباح قال: بينما ابن الزبير يخطبنا إذ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صلاة في مسجدي هذا أفضل من ألف صلاة فيما سواه إلا المسجد الحرام، وصلاة في المسجد الحرام تفضل بمائة، قال عطاء فكأنه مائة ألف، قال: قلت يا أبا محمد هذا الفضل الذي يذكر في المسجد الحرام وحده أو في الحرم؟ قال: بل في الحرم، فإن الحرم كله مسجد. وقال ابن مفلح: ظاهر كلامهم في المسجد الحرام أنه نفس المسجد، ومع هذا فالحرم أفضل من الحل، فالصلاة فيه أفضل. الموسوعة الفقهية الكويتية (۳۷/ ۲۳۹)

سوال: آغا خانیوں کا کیا حکم ہے؟ کیا ان کے ساتھ کھانا کھا سکتے ہیں اور کیا ان کے گھر کا کھانا کھا سکتے ہیں؟ ہمارے آفس میں پچاس فیصد آغا خانی ہیں، یہ نہ نماز پڑھتے ہیں، نہ روزہ رکھتے ہیں اور نہ ہی پردے کا اہتمام کرتے ہیں۔ ان کے عقائد پر روشنی ڈالیے۔

جواب: آغا خانیوں کا طریقہ نماز اور دعائیں مع چند کفریہ عقائد کے جو ان کے رسالہ ”تقویۃ الایمان“ میں لکھے گئے ہیں مختصراً درج ذیل ہیں:

نماز پڑھو، نماز پڑھو، نماز پڑھو، خدا تم کو برکت دے، خدا کا نام لو۔ خداوند شاہ علی تم کو ایمان اور اخلاق دے۔ یا شاہ میری شام کی نماز اور دعا قبول کر۔ جو حق تم کو ملا میں اس کا واسطہ دیتا ہوں۔ اے ہمارے آقا آغا سلطان محمد شاہ۔ اس کے بعد سجدہ کرو۔ اور اگر رات کی نماز ہو تو اس طرح کہو: میری شام کی اور رات کی دعائیں۔ اور اگر صبح کی نماز ہو تو اس طرح کہو: میری شام کی، رات کی اور صبح کی دعائیں۔ دوسری مرتبہ سجدہ کرو اور تسبیح پڑھو اور حسب ذیل طریقہ پر دعا و درود پڑھو۔

تسبیح: میں اپنے گناہوں پر پچھتاتا ہوں۔ دو مرتبہ۔ میں سر سے پاؤں تک تیرا قصوروار اور گنہگار ہوں۔ اے غفور رحیم شاہ! میرا گناہ معاف کر، پیر تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ بندہ دعا مانگتا ہے۔

اے سچے شاہ! تو منظور رکھنے والا ہے۔ میں شاہ کے اس فرمان کو سر اور آنکھوں پر رکھتا ہوں جو پیر کے ذریعہ مجھ کو ملا ہے۔ یہ کہہ کر تسبیح زمین پر رکھ دو۔ اور نیچے بتایا ہوا ورد کرو۔

أشهد، سبحان الله، لا إله إلا الله. الله أكبر. لا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم. الرحمن، ذي الجلال والإكرام.

ان تمام صفتوں سے بنا ہوا اقدوس، سب پر طاقتور خدا، ایران کے ضلع چالدیا میں انسان کا جسم لے کر ستر باپ کی پیٹھ سے نکلا۔ انہتر خدا ہو جانے کے بعد سترھویں اوتار کے نطفہ سے اڑتالیسواں امام، دسواں بے عیب اوتار۔ ہمارا خداوند آغا سلطان محمد شاہ داتا، اس کے بعد سجدہ کرو، حق شاہ اچھا دنیا اور زمین کا شاہ خلیفہ اور گدی کے جانشینوں کے نام کا وظیفہ کرو، دنیا میں اور زمین کے اچھوں کا نام یہ ہے:

شاہ کے خلیفہ ابو طالب ولی کا نام حسب ذیل ہے:

ا۔ ہمارا سچا خداوند شاہ علی۔ ۲۔ ہمارا سچا خداوند شاہ حسین۔
۳۔ ہمارا سچا خداوند شاہ زین العابدین۔ ۴۔ ہمارا سچا خداوند شاہ محمد باقر۔
۵۔ ہمارا سچا خداوند شاہ جعفر صادق۔ ۶۔ ہمارا سچا خداوند شاہ اسماعیل۔
۷۔ ہمارا سچا خداوند شاہ محمد بن اسماعیل۔ ۸۔ ہمارا سچا خداوند شاہ رفیع احمد۔
۔۔۔نمبر ۴۶ تک مسلسل نام اور اس کے بعد
۴۷۔ ہمارا سچا خداوند شاہ آغا علی شاہ۔ ۴۸۔ ہمارا سچا خداوند شاہ آغا محمد شاہ داتا۔

اور اس وقت کے امامت کا مالک خداوند زماں۔ امام شیخ المشائخ، امامت کی طاقت رکھنے والا مانو، آغا سلطان محمد شاہ داتا، بے شمار کروڑوں آدمیوں کا دستگیر، اس وقت کی امامت کا مالک، اے شاہ! جو حق تم کو ملا ہے بہ طفیل اس کے اپنے حضور میں میری دعا منظور کر۔ اے ہمارے خداوند آقا سلطان محمد شاہ۔ (منقول از تقویۃ الایمان بحوالہ امداد الفتاویٰ: ۱۲\ ۲۴۰۔)

مذکورہ عقائد میں امام زمانہ کے لیے نبوت اور خدائی القابات و اختیارات کا اثبات بالکل واضح ہے۔ اس لیے اسماعیلی فرقہ زنادقہ کے حکم میں داخل ہے۔ بلا ضرورت شدیدہ ان کے ساتھ کھانا کھانا، یا انھیں اپنے ساتھ کھانا کھلانا وغیرہ جائز نہیں۔

يعلم مما هنا حكم الدروز والتيامنة فإنهم في البلاد الشامية يظهرون الإسلام والصوم والصلاة مع أنهم يعتقدون تناسخ الأرواح وحل الخمر والزنا وأن الألوهية تظهر في شخص بعد شخص ويجحدون الحشر والصوم والصلاة والحج، ويقولون المسمى به غير المعنى المراد ويتكلمون في جناب نبينا - صلى الله عليه وسلم - كلمات فظيعة. وللعلامة المحقق عبد الرحمن العمادي فيهم فتوى مطولة، وذكر فيها أنهم ينتحلون عقائد النصيرية والإسماعيلية الذين يلقبون بالقرامطة والباطنية الذين ذكرهم صاحب المواقف. ونقل عن علماء المذاهب الأربعة أنه لا يحل إقرارهم في ديار الإسلام بجزية ولا غيرها، ولا تحل مناكحتهم ولا ذبائحهم. وفيهم فتوى في الخيرية أيضا فراجعها

(الدر المختار وحاشية ابن عابدين/رد المحتار، ۴/۲۴۴)

سوال: ایک صاحب کی بیوی کا انتقال ہوگیا، اس بیوی سے اس کے بچے بھی ہیں، بیوی کے انتقال کے بعد اس نے دوسری شادی کی، پہلی بیوی کا زیور اس نے دوسری بیوی کو بغیر مہر کے ویسے ہی دے دیا، کچھ عرصہ بعد دوسری بیوی سے معاملات خراب ہوئے تو اس نے دوسری بیوی کو طلاق دے دی، اب مسئلہ یہ ہوا کہ اس صاحب کے اور دوسری بیوی کے گھر والوں کے درمیان اختلاف ہوگیا، بیوی والوں نے کہا کہ ہم نے جو سامان دیا تھا وہ ہمیں واپس کر دیں اور یہ صاحب کہنے لگے کہ میں نے جو زیور وغیرہ دیا تھا وہ مجھے واپس کر دیں۔ خیر اس نے وہ زیور ان سے لے لیا، کیا یہ لینا صحیح ہے یا نہیں؟ اور کیا لینے کے بعد دوبارہ لوٹانا چاہیے یا نہیں؟ اگر مرد لوٹانا نہ چاہے تو اس کے متبادل کیا صورت ہوسکتی ہے؟

جواب: پہلی بیوی کے انتقال کے بعد تقسیم ترکہ سے قبل مرحومہ کے زیورات دوسری بیوی کو دینا ناجائز عمل ہے، بچوں کے نابالغ ہونے کی وجہ سے ان کے باپ کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ اس زیور کو جسے چاہے دے دے۔ واپسی کے بعد اس زیور کو مجموعی ترکہ میں شامل کر کے تمام ورثا میں شرعی قاعدہ کے مطابق تقسیم کرنا ضروری ہے۔

التركة تتعلق بها حقوق أربعة: جهاز الميت ودفنه والدين والوصية والميراث. الفتاوى الهندية (۶/۴۴۷)

سوال: دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ یہ زیور تو پہلی بیوی کی ملکیت کا تھا تو اس کا ورثاء میں تقسیم ہونا ضروری تھا، لیکن کیا ورثاء کی اجازت کے بغیر اس زیور کو کسی اور کے حوالے کرنے کی اجازت ہے؟ مرد کا کہنا ہے کہ بچے چونکہ چھوٹے نابالغ ہیں اس لیے میں نے آگے دے دیا، اس مسئلے کی وضاحت فرمادیں۔

جواب: دوسری بیوی کو زیورات اگر واقعۃً عاریۃً استعمال کے لیے دیے تھے تو وہ ان زیورات کی مالک نہیں بنی، شوہر کو واپس لینے کا حق حاصل ہے۔ اور اس کے بدلے شوہر کے ذمہ کوئی چیز ادا کرنا ضروری نہیں۔ البتہ اگر دوسری بیوی کے لیے کوئی مہر مقرر تھا تو اس

کی ادائیگی شوہر کے ذمہ لازم ہے۔ اگر مہر مقرر ہی نہیں ہوا تو شوہر کے ذمہ مہر مثل (یعنی اس عورت کے خاندان کی عورتوں کو جو مہر دیا جاتا ہے) دینا لازم ہے۔

الفتاوى الهندية (٤/ ٣٦٣)

حكم العارية: (وأما) (حكمها) فهو ملك المنفعة للمستعير بغير عوض أو ما هو ملحق بالمنفعة عرفا وعادة عندنا، كذا في البدائع.

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٥/ ٦٨٨)

وشرائط صحتها في الموهوب أن يكون مقبوضا غير مشاع مميزا غير مشغول.

سوال: میرے پاس چودہ بھینسیں ہیں، جو میں نے ستمبر سے لے کر اب تک مختلف اوقات میں خریدی ہیں اور میں نے ستمبر میں ہی فارم کے لیے پلاٹ بھی خریدا تھا اور میرا اس پلاٹ کو فی الحال بیچنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ برائے مہربانی رہنمائی فرمائیں کہ مجھے زکوۃ دینی ہے کہ نہیں؟ اور اگر دینی ہے تو کب دینی ہے؟ نیز میں نے ستمبر سے اب تک جو رقم دوبارہ جمع کی ہے، اس پر بھی زکوۃ بنتی ہے؟ میری رہنمائی کریں میں آپ کا انتہائی شکر گزار رہوں گا۔

جواب: جس شخص کے پاس سونا چاندی، نقد رقم اور مال تجارت اتنا جمع ہو جائے جس کی کل رقم ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر پہنچتی ہو وہ صاحب نصاب ہے۔ ایک شخص جب نصاب کے بقدر مال کا مالک بن جائے تب سے اس کا سال شروع ہو جاتا ہے، پھر یہ سال مکمل ہونے پر آدمی کے پاس جتنا مال ہو اس پر زکوۃ لازم ہے بشرطیکہ وہ نصاب سے کم نہ ہو۔

ومن كان له نصاب فاستفاد في أثناء الحول مالا من جنسه ضمه إلى ماله وزكاه المستفاد من نمائه أولا وبأي وجه استفاد ضمه سواء كان بميراث أو هبة أو غير ذلك. (الفتاوى الهندية، كتاب الزكاة، الباب الأول في تفسيرها وصفتها وشرائطها)

صورت مسئولہ میں پلاٹ خریدتے وقت آپ نے بیچنے کی نیت نہیں کی تھی اس لیے اس پلاٹ پر زکوۃ فرض نہیں۔ اسی طرح بھینسیں دودھ بیچنے کی نیت سے خریدی ہیں، اس لیے ان بھینسوں پر بھی زکوۃ فرض نہیں۔ لہذا آپ کے نصاب کا سال جس وقت مکمل ہو، اس وقت آپ کے پاس جو کچھ نقد رقم، سونا چاندی، اور تجارتی سامان موجود ہو ان سب پر زکوۃ نکالنا فرض ہے۔ خواہ کچھ مال یا سامان پر سال نہ گزرا ہو۔

الفصل الثالث في بيان مال الزكاة: فنقول: مال الزكاة الأثمان، وهو: الذهب والفضة وأشباهها، والسوائم وعروض التجارة.

(المحيط البرهاني في الفقه النعماني - إحياء التراث، ٢/ ٢٢٣)

قال الحصكفي: (وسببه) أي سبب افتراضها (ملك نصاب حولي) نسبة للحول لحولانه عليه...(وثمنية المال كالدراهم والدنانير) لتعينهما للتجارة بأصل الخلقة فتلزم الزكاة كيفما أمسكهما ولو للنفقة (أو السوم) بقيدها الآتي (أو نية التجارة) في العروض، إما صريحا ولا بد من مقارنتها لعقد التجارة كما سيجيء، أو دلالة بأن يشتري عينا بعرض التجارة أو يؤاجر داره التي للتجارة بعرض. وقال الشامي: (قوله: نسبة للحول) أي الحول القمري لا الشمسي كما سيأتي متنا قبيل زكاة المال (قوله: لحولانه عليه) أي لأن حولان الحول على النصاب شرط لكونه سببا (الدر المختار وحاشية ابن عابدين/ رد المحتار، ٢/ ٢٥٩)

ختم شد